HARF-O-SUKHAN
Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.1 2021

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی اور اُردو ناول کا ظہور

***Taiba Sohail, **Dr. Muhammad Amjad Abid, ***Fouzia Shehzadi, ****Saeed-Ur-Rehman**

ABSTRACT:

This article enlightens the impact of 1857's war of independence against British which was variously described and declared a revolt that resulted in oppression of Indian Muslims especially. This era was surely one of the darkest periods of Muslim history and it affected the community immensely. British termed this war as "mutiny" (Ghadar) not only human lives were changed but Urdu literature, particularly novel, was greatly struck by the tragedy caused by this national dilemma. This predicament helped shaping the ideology of Urdu novel. As every dark cloud has a silver lining. This political muddle introduced a new idea to Urdu- Realism. Political and national mess of 1857 pushed Urdu novel to carve a new path for itself. This article briefly tells us about all the eras Urdu novel has faced since its emergence in 1869 by Nazir Ahmed. 1857's war of independence casted long lasting effects on Urdu literature and this tragedy surely nurtured the novel. Following article not only edifies about the destruction caused by this war but also discusses its impact on Urdu novel.

Key words: *Revolt, Era, Community, Urdu Literature, Tragedy, Destruction, 1857, War of Independence, Realism*

کلیدی الفاظ: غدر، عہد، معاشرہ، اردو ادب، المیہ، تباہی، ۱۸۵۷، جنگ آزادی، حقیقت نگاری

فورٹ ولیم کالج کے قیام کو اردو ادب بالخصوص اردو نثر کے لئے اہم سنگ میل مانا جاتا ہے۔ بھلے ہی اس ادارے کے قیام کے پیچھے اردو زبان کی ترویج اور اشاعت کی کاوش کارفرما نہ ہو لیکن اس بات سے انکار ممکن نہیں کہ اس ادارے کے تحت اردو نثر کو ایک ایسا پلیٹ فارم میسر آیا جس نے اس کی بڑھوتری میں اہم کردار ادا کر کے اسے مستحکم کیا۔ اس سے قبل اردو نثر لکھی تو جا رہی تھی لیکن اس پائے کی نہیں تھی کہ اسے وہ مقبولِ عام حاصل ہوتا جو باغ و بہار کو ہوا۔ اس کالج کے قیام کے بعد طویل عرصے تک اردو نثر پر داستانوی رنگ چھایا رہا اور ادب برائے ادب کی تخلیق ہوتی رہی جو حقیقی زندگی سے کوسوں دور تھا۔

---

*Ph.D Urdu (Scholar), G.C University, Lahore
**Assistant Professor, Department of Urdu, University of Education, Lahore
***Ph.D Urdu (Scholar), Department of Urdu, G.C University, Faisalabad
****Mphil Urdu, University of Education, Lower Mall Campus, Lahore

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

لیکن ۱۸۵۷ء (جسے انگریزوں نے غدر کا نام دیا) کی جنگِ آزادی اور اس کی ناکامی اتنا بڑا قومی دھچکا تھی کہ اس نے ہندوستان کے ہر شعبۂ زندگی سمیت ادب کے دھارے کو بھی متاثر کیا بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اسے یکسر تبدیل کر کے رکھ دیا۔مسلمانوں اور ہندووں نے مل کر دمدم اور بارک پور سے اس منظم جنگ کا آغاز کیا جس کا ایک ہی مشترکہ نعرہ "ہندوستان چھوڑ دو" تھا تاہم اس جنگ کی بوجوہ ناکامی کے بعد جب اگست ۱۸۵۸ء میں ہندوستان کو برطانیہ کی نوآبادی بنا دیا گیا تو سب سے زیادہ عتاب مسلمانوں پر ہی نازل ہوا۔ چونکہ انگریزوں نے اقتدار مسلمانوں سے ہتھیایا تھا لہٰذا اُن کے ذہن میں فطری ڈر بیٹھ گیا تھا کہ مسلمان اسے واپس پانے کے لیے ضرور کوشش کریں گے۔سو انہوں نے مسلمانوں کو سختی سے کچلنا مناسب سمجھا۔ ان کے ہندوستان پر مکمل تسلط کا خمیازہ تینوں اکثریتی اقوام میں سے سب سے زیادہ مسلمانوں ہی کو بھگتنا پڑا۔انتہائی درجے کے مظالم سے ناصرف مسلمانوں کو جانی اور جسمانی مشققتیں اٹھانا پڑیں بلکہ ان کے حوصلے بھی پست ہوگئے۔بادشاہت کا رہا سہا علامتی اقتدار بھی چِھن گیا اور نتیجتاً مسلمان تیزی سے رو بہ زوال ہونے لگے۔

جہانگیر سے راہداری طلب کر کے آیا انگریز تاجر مکمل طور پر ہندوستان کا تاجور بن بیٹھا اور برائے نام بادشاہت بھی ختم ہوگئی. انگریزوں کے آنے سے معاشرے میں خارجی اور داخلی دونوں طور سے شدید تغیر رونما ہوا۔ طرزِ تعلیم، طرز معاشرت، اقدار غرض پورا ہی طرزِ زندگی تبدیل ہوا جس کا اثر لکھنے والوں پر بھی ہوا۔لکھنے والا معاشرے کا سب سے حساس فرد ہوتا ہے ایسا ممکن نہیں کہ وہ معاشرے کے گرگوں حالات کا وہ اثر قبول نہ کرے۔ ادیب معاشرے کا حساس ترین فرد ہوتا ہے اور جب حالات یہ تھے کہ:

> "آخر وہ قیامت آ ہی گئی جس کا مدت سے انتظار تھا۔جنگ آزادی اپنے جلو میں ظلم و بربریت کی وحشت ناک کہانیاں لے کر آئی، مسلمانوں کو چن چن کر مارا گیا۔ درخت ان کی لٹکتی ہوئی لاشوں کے لیے دار بن گئے۔ان کے گھر بارود سے اڑا دیئے گئے۔ انگریزوں کی فتح سیاسی فتح تک محدود نہ رہی۔ انہوں نے برصغیر کی تہذیب و ثقافت پر ایسے کاری وار کیے کہ وہ نیم جاں ہو کر سسکنے لگی۔ ادیبوں نے سیاست اور ثقافت کے قتل کا یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا" (۱)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.1 2021

تو ان بدترین حالات کے زیرِ بار ایسا ادب تخلیق ہونے لگا جو زندگی کا مظہر تھا۔جس میں معاشرے کے دگرگوں حالات کا بیان اور ان کے سدھار کی خواہش کا اظہار کیا جانے لگا۔ اگرچہ انگریزی مظالم کے خلاف براہ راست کچھ کہنے اور طعن و ملامت کے برملا اظہار سے گریز کیا گیا تاہم درونِ سطور یہ اظہار شروع ہوچکا تھا:

> "معاصر ہندوستانیوں نے اس موضوع پر جو لکھا اس میں انہوں نے اپنی ذاتی پریشانیوں اور لوگوں کی تکالیف کو بیان تو کیا ہے۔ مگر برطانوی جرائم کے بارے میں مکمل خاموشی اختیار کی ہے(۲)

لیکن بہرحال ان تکالیف کے بیان ہی سے ادب کو اظہار کا موقع میسر آگیا اور اسے داستانی رنگ سے نجات ملی اور زندگی کا قرب نصیب ہونے کے بعد یوں ناول کی صنف کا ظہور ہوا۔ بقول شعیب عتیق خان:

> " اس خونی واقعے کے ادب پر نہ صرف گہرے اثرات مرتب ہوئے بلکہ ادب کا مزاج ہی بدل گیا. افسانوی ادب جو اب تک دوسری زبانوں سے ترجموں پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اوپرا اوپرا سا تھا، اب تخلیقی روپ دھار کر زندگی کا ترجمان بننے لگا۔بقول سید وقار عظیم "افسانوی ادب میں پہلی مرتبہ ایک ایسا دور آیا جب کہانیاں زندگی کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلیں" (۳)

پُرآشوب دور میں قوموں کے مزاج ہی نہیں بلکہ انداز فکر بھی بدل جایا کرتے ہیں. جس طرح کربلا کا واقعہ مرثیے کے فن کے ظہور کا موجب بنا اسی طرح اس انقلاب آفریں دور میں پیش آنے والے اس خونچکیں واقعے نے اردو کی ہر صنف ادب کو متاثر کیا۔صدیوں سے چلی آ رہی شاعری کے موضوعات کو فکری تبدیلیوں سے دوچار کیا تو ناول اور "مضمون نگاری (Essay) "کے ظہور کا موجب بنا۔شاعری میں غالب اور مضامین میں سر سید احمد خاں کی مثالیں کسی تعارف کی محتاج نہیں جنھوں نے اردو ادب کا دھارا موڑ دیا۔ان دونوں نمائندہ افراد کا ادب بلامبالغہ جنگ آزادی ہند ۱۸۵۷ء ہی کی دین ہے۔ بلکہ دیگر کئی شعرا کا موضوع کلام بھی طویل عرصے تک یہی عہد اور اس کے اثرات بنا رہا۔ڈاکٹر سبطین لکھتے ہیں:

> "۱۸۵۷ءکے صحرائے پر خار کا تذکرہ کرتے ہوئے ہر گام پر یہ اندازہ ہوا کہ یہ دشت خار مغیلاں کا ایسا جنگل تھا جہاں جگہ جگہ پر فکر و نظر کے تلوے لذت آبلہ پائی سے سرشار کسی

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.1 2021

ایسے کنج کی تلاش میں تھے جہاں بیٹھ کر چند لمحوں کے لئے جی بھر کے رو لیں چنانچہ یہ کیفیت ۱۸۵۷ء سے متعلق اس شاعری میں نظر آئی جہاں قدم قدم پر خون دل سے اس قلزم خوں کا ذکر کیا گیا جس کو شعرا نے اپنے سروں سے گزرتے دیکھا تھا شہر آشوب نظمیں، اشعار، غزلیں، مفرد اشعار قطعہ یہاں تک کہ وہ شعراء جو مرثیہ اور قصیدہ لکھتے تھے انہوں نے بھی کسی نہ کسی انداز سے ۱۸۵۷ء کا ذکر کیا ہے "(۴)

شاعری میں تبدیلی کے ساتھ ساتھ ناول کی تاسیس کا سبب بھی یہی واقعہ بنا۔دراصل یہ صدمہ اس قدر شدید تھا کہ اس نے قومی سطح پر ہر فرد کی سوچ کو متاثر کیا اور لکھنے والوں پر سب سے زیادہ اثرات مرتب کیے۔ناول کا آغاز ہی حقیقت پسندانہ سوچ سے ہوتا ہے اور یہ سوچ معاشرے کے ان بدلے ہوئے رجحانات کی مثال ہے جو اس جنگ کے بعد نمو پاتی ہے۔۱۸۶۹ء میں نذیر احمد کا 'مراۃ العروس' سامنے آیا اور اردو ناول کی تاسیس ہوئی. ڈپٹی نذیر احمد کے ناول مراۃالعروس کی مکمل کہانی ہی غدر کے واقعات سے اخذ کی گئی معلوم ہوتی ہے۔اس لیے بلا کسی مبالغہ کے یہ بات ثابت کی جا سکتی ہے کے اردو ناول کا آغاز ۱۸۵۷ء ہی کے سبب ہوا۔

"Ahmad's novel Ibn ul Waqt (1888) refers to the events of 1857.The protagonist, an Indian Muslim gentleman named Ibn ul Waqt, saves thelife an Englishman, Mr. Noble, whom he finds lying wounded near Delhi. Ibn ul Waqt gives him the hospitality of his house for three months. After the British prevail, and Noble is once again installed in a position of power, he rewards Ibn ul Waqt by making him a subordinate official. At the same time he encourages him to move to the European part of the city and adopt Western ways. However, the newly-Anglicised Ibn ul Waqt is not accepted by the English and also loses the respect of his compatriots. In the end one of his relatives, Hujjat ul Islam, convinces him that he should stop trying to be a Westerner.(5)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.1 2021

یہ واقعہ دراصل ہندوستان بھر کی تہذیبی،ثقافتی،تمدنی،معاشی اور معاشرتی غرض ہر طرح کی زندگی میں بھونچال لے آیا لہٰذا حساس ترین طبقہ فکر کا متاثر ہونا ایک ناگزیر سا عمل تھا اس طبقے نے بھی اس حادثے کے اندراج کا حق کماحقہٗ ادا کیا۔ہر شعبہ ادب میں اس موضوع کا احاطہ کرتا ادب تخلیق ہوا۔ناول چونکہ قرب زیست کا حامل ہے لہٰذا اس نے اپنی نشوونما کے سب تاروپود اسی واقعہ سے اکٹھے کیے۔اس سے قبل اردو ادب اور اردو دان طبقے کی فکر کا انداز یکسر الگ تھا۔شاعروں اور ادیبوں کا عیش نشاط پرست ادب روسا اور امرا کی سرپرستی میں پروان چڑھ کے معاشرے کا حصہ بن چکا تھا اور یہی اس زمانے کے ادب کا چہرہ تھا مگر۱۸۵۷ء کےواقعے کے پیش آتے ساتھ ہی یہ فکر یک دم رخصت ہو گئی اور ادیب نے خود کو معاشرے میں تبدیلی لانے کے لیے وقف کر دیا۔

> "۱۸۵۷ء ہندوستان کی تاریخ میں ایک اہم موڑ کی حیثیت رکھتا ہے اس کے بعد ہی سے ہندوستانی ذہن و فکر میں ہونے والے تغیرات اور مغربی تہذیب و ادب کے زیر اثر فروغ پانے والے جدید حقیقت پسندانہ ادب کے نقوش واضح ہونے لگتے ہیں اور اس کے دوش بدوش ناول کا شعور و فن نشوونما پاتا ہے جو سنہ۱۸۶۹ء میں ناول کے آغاز کے بعد ۱۹۱۴ء تک بتدریج ارتقا کی منازل طے کر کے عہد جدید میں داخل ہو جاتا ہے" (۲)

۱۸۵۷ء کی ناکامی کے بعد جب مسلمانوں کا بچا کچھا علامتی اقتدار ختم ہوا تو ان کی رہی سہی قومی حمیت کو زبردست جھٹکا لگا جس سے ان کی اخلاقی حالت تنزلی کا شکار ہوتی چلی گئی۔قابض انگریزوں نے یہ جان کر کہ مسلمان اپنا کھویا ہوا سنگھاسن چھیننے کے لیے طاقت مجتمع نہ کر لیں مسلمانوں کو مزید پیچھے دھکیل دیا نتیجتاً مسلمان عہدوں، تعلیم اور سماجی رتبوں غرض ہر چیز سے محروم ہو گئے. ایسے میں سرسید احمد خان کا قوم کی حالت میں سدھار لانے کا فیصلہ نشاۃالثانیہ (Renaissance) کی طرف پہلا قدم ثابت ہوا جس نے مسلمانوں کے تمام طرزِ زندگی بشمول قرطاس اور قلم کو بھی متاثر کیا اور انھیں گم گشتہ احساسِ تفاخر اور تہذیبی نرگسیت سے نکل کر عملی دنیا میں آنے کی ترغیب دی۔اس انحطاطی دور نے مسلمانوں بالخصوص اہل علم طبقہ کو اپنی فکر بدلنے پر مجبور کیا۔

> "۱۸۵۷ء کی یہ لڑائی حادثہ نہ تھی بلکہ اس کے پیچھے اسباب و علل کا ایک پورا سلسلہ تھا۔ یہاں اس کے سیاسی محرکات سے بحث نہیں، اس ذہنی تاروپود پر غور کرنا ہے۔۱۸۵۷ء کی لڑائی فکر اور خیال کے طویل سلسلے کی ایک کڑی کی حیثیت رکھتی ہے اور چونکہ ادب بھی

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

خیال اور جذبے ہی کا نام ہے اس لیے اس عہد کے فکری تانے بانے کو اس لڑائی نے جس طرح متاثر کیا ہے وہ ادبی مورخ کے لئے بھی دلچسپی کا موضوع ہے" (۷)

اس دور میں جو ناول ظہور میں آیا اصلاحی اور قومی جذبے سے لبریز حقیقت نگاری سے معمور دکھائی دیتا ہے جس کے بانی نذیر احمد تھے. مراۃالعروس (۱۸۶۹ء) کی اشاعت سے لے کر قیام پاکستان تک کی تقریبا آٹھ دہائیوں میں ناول نے کئی منازل و مراحل طے کئے ہیں اور وقت کی کروٹوں نے اسے تقسیم کے عظیم فکری سانحہ سے دوچار کیا. اس تمام عرصے میں ناول کئی فکری و فنی تبدیلیوں سے گزرا جن میں موضوعاتی تبدیلیاں سب سے اہم تھیں. ناول کی تکنیک اور فن میں زیادہ تبدیلیاں رونما نہیں ہوئیں تاہم ان میں زیادہ نکھار اور جدت پیدا ہوگئی جبکہ موضوعات کی فراوانی اور کثرت ہو گئی. آغاز میں جو ناول دھیمے اور اصلاحی موضوعات سے شروع ہوا تھا وہ سماجی مرقع نگاری، تاریخی اوپچ! رومانوی، ماورائی، پر تصنع، ادراکی، قومی حمیت اور جاگیردارانہ نظام سے نفرت سے ہوتا ہوا بالآخر ترقی پسندیت پر منتج ہوا جو تقسیم سے قبل آخری بڑا رجحان تھا۔

ناول کی پہلی چار دہائیوں کے ادیبوں میں سرشار، راشد الخیری، مرزا محمد سعید اور دیگر معاصرین کا تعلق اردو ناول کے اس ہراول دستے سے تھا جس کے سپہ سالار نذیر احمد تھے۔ اس دستے نے قوم کی اصلاح کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے جو ناول تخلیق کیے وہ ناصحانہ اور مربیانہ رنگ لیے ہوئے تھے. خصوصاً خواتین سے متعلق ان ناول نگاروں کے ہاں ایک خاص نظریہ دکھائی دیتا ہے جو اس زمانے کے سماجی رجحان کا عکاس ہے۔اس کے متوازی تاریخی ناول نگاری کا رجحان بھی تھا جسے شرر نے شروع کیا تھا۔ان کے معاصرین میں ایک بڑی کھیپ تاریخی ناول لکھنے والوں کی دکھائی دیتی ہے تاہم شرر کی وفات کے بعد یہ رواج کم ہوتے ہوتے معدوم ہو گیا جسے بعد ازاں نسیم حجازی اور ان کے معاصرین نے از سر نو زندہ کیا۔

۱۹۲۰ء-۱۹۵۰ء کے دوران شرر اور رسوا کے بعد اگر کوئی صفِ اوّل کا ناول نگار دکھائی دیتا ہے تو وہ پریم چند ہیں جن کے ادبی سفر کا آغاز ۱۹۲۰ء کے بعد سے ہوتا ہے۔ پریم چند نے اردو ادب کو ایک نئی جہت سے متعارف کرایا اور پسے ہوئے مظلوم طبقے بالخصوص کسان طبقے کے لیے آواز بلند کی۔ ان کے ناول جوش اور ستیاگرہ سے معمور ہیں۔قیامِ پاکستان سے قبل متحدہ ہندوستان کے ناول نگاروں کی آخری لہر میں سجاد ظہیر، عزیزاحمد، محمد مہدی تسکین، مرزا محمد سعید، عزیز احمد، قاضی عبدالغفار، عصمت چغتائی اور کرشن چندر سرفہرست تھے جنہوں نے ناول کو موضوعاتی

Vol 5 No.1 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

اور فکری اعتبار سے قدامت پسندی سے نکالا اور مزید بلیغ بنایا۔ مجموعی طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ۱۸۵۷ء ہی وہ واقعہ تھا جس نے اردو ادب کو حقیقت نگاری سے روشناس کرا کے اسے دیو مالائی اسلوب سے آزاد کیا اور اسے ناول کی صنف عطا کی۔ عین ممکن ہے کہ اگر یہ واقعہ رونما نہ ہوا ہوتا تو اردو ادب حقیقت نگاری اور اس کی تلخیوں سے دور اب بھی جھرنوں اور پھولوں سے معمور رومانیت ہی کا علم بردار ہوتا۔ اس تمام بحث کو سید محمود الحسن رضوی کے الفاظ میں یوں سمیٹا جا سکتا ہے کہ:

> "اٹھارہ سو ستاون جنگ آزادی کا وہ نقطہ آغاز ہے جس میں اردو کے ادیب و شاعر نے تحریر سے شمشیر کا کام لیا اور اپنی خون کی بوندوں سے داستان وطن لکھی۔ ڈیڑھ سو برس گزر گئے ابھی نہ جانے کتنی صدیاں اور گزریں گی مگر اردو کے ادیب کا روشن اور تابناک کردار آج بھی رہنمائی کر رہا ہے اور مستقبل میں بھی ستون دار پہ رکھے ہوئے چراغ سے پھیلنے والی روشنی کی باتیں سنا کر رہنمائی کرتا رہے گا" (۸)

حوالہ جات

۱۔ شعیب عتیق خان، ڈاکٹر، اردو کے افسانوی ادب پر فسادات ۱۹۴۷ءکے اثرات،لاہور: بیکن بکس، ۲۰۱۴ء، ص ۳۴

۲۔ مبارک علی، ڈاکٹر، آخری مغلیہ عہد کا ہندوستان،لاہور: تاریخ پبلی کیشنز،۲۰۱۶ء، ص۱۸۰

۳۔ شعیب عتیق خان، ڈاکٹر، اردو کے افسانوی ادب پر فسادات کے اثرات، ص ۳۵

۴۔ محمد سبطین، اردو ادب اور اٹھارہ سو ستاون،لکھنو: خواجہ معین الدین چشتی یونیورسٹی، لکھنؤ، ۲۰۰۹ء، ص ۲۱۹

5)https://www.researchgate.net/publication/233352516_The_Events_of_1857_in_Contemporary_Writings_in_Urdu

۶۔ عظیم الشان صدیقی، اردو ناول آغاز و ارتقا،دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۸ء، ص ۱۵

۷۔حسن مثنی، ۱۸۵۷ء: نکات اور جہات،دہلی: کتابی دنیا،۲۰۰۸ء، ص ۲۷۲

۸۔محمد سبطین، اردو ادب اور اٹھارہ سو ستاون، ص۶